1961_1_362_367

1 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپوٹس 1961

ریاست اترپردیش اور دیگران

بنام

ایچ۔ایچ۔مہاراجہ برجندر سنگھ۔

26اگست1960

ایس۔کے۔داس، جے۔ایل۔کپور، کے۔سباراؤ، ایم۔ہدایت اللہ اور این۔راجا گوپال ایانگر، جسٹسز۔

حصول اراضی-حکومت ہندا ایکٹ کی دفعات کی خلاف ورزی-آئین کے نویں شیڈول میں شامل ہونے کے بعد یو۔پی۔اراضی حصول (پناہ گزینوں کی بازآبادکاری) ایکٹ، 1948 (یوپی XXVI آف1948)، دفعہ 11 -آئین ہند، آرٹیکل 31Bاور نویں شیڈول-آئین (چوتھی ترمیم) ایکٹ،1955،دفعہ5۔

مدعا علیہ کی جائیداد یوپی حصول اراضی (پناہ گزینوں کی بازآبادکاری) ایکٹ، 1948 کے تحت حاصل کی گئی تھی۔مدعا علیہ نے ایک رٹ پٹیشن کے ذریعہ ایکٹ کی آئینی حیثیت کوچیلنج کیا اور حالانکہ ہائی کورٹ نے عرضی خارج کر دی تھی لیکن اس نے کہا کہ ایکٹ کی دفعہ 11 کی دوشقیں غیر قانونی ہیں کیونکہ وہ حکومت ہندا ایکٹ کی دفعہ(2) 299 کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔اس کے بعد آئین (چوتھی ترمیم) ایکٹ، 1955 نے یوپی ایکٹ کو نویں شیڈول میں آئٹم نمبر15 کے طور پر شامل کیا۔درخواست گزار نے دلیل دی کہ نویں شیڈول میں اس قانون کو شامل کرنے سے اسے آئین کے آرٹیکل 31بی کے تحت حکومت ہندا ایکٹ کی دفعہ299(2)کے تحت کسی بھی چیلنج سے تحفظ حاصل ہے۔

منعقد:انہوں نے کہا کہ یوپی ایکٹ کو حکومت ہندا ایکٹ کی دفعہ 299 کی خلاف ورزی کی بنیاد پر غیر آئینی قرار نہیں دیا جا سکتا۔اس ایکٹ کی دفعات کو خاص طور پر نویں شیڈول کے ساتھ آرٹیکل 31-بی کے ذریعہ محفوظ کیا گیا ہے،اس ایکٹ کو حکومت ہندا ایکٹ کی دفعات کی خلاف ورزی کی بنیاد پر کالعدم نہیں سمجھا جا سکتا ہے یا کبھی بھی کالعدم نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

دھیروبھا دیوی سنگھ گوہل بنام ریاست بمبئی(1955)آئی ایس سی آر691پر منحصر تھا۔

صغیر احمد بنام ریاست یوپی،(1955)1ایس سی آر707،قابل اطلاق نہیں ہے۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: 1956 کی دیوانی اپیل نمبر 131۔

الہ آباد ہائی کورٹ کے 4 فروری 1954 کے فیصلے اور فرمان کے خلاف اپیل 1951 کی دیوانی متفرق رٹ نمبر 7976 میں کی گئی۔

اپیل کنندگان کی جانب سے ایڈیشنل سالیسٹر جنرل آف انڈیا ایچ۔این۔سانیال اور سی۔پی۔لال شامل ہیں۔

جواب دہندہ کے لئے وی۔ایم۔لیمائے، مسز ای۔ادے رتنم اور ایس۔ایس۔شکلا۔

1960 اگست .26 عدالت کا فیصلہ اس نے سنایا

کپور جسٹس۔ یہ آئین کے آرٹیکل 132 اور (c)(1)133 کے تحت دیے گئے سرٹیفکیٹ پر الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے اور حکم کے خلاف اپیل ہے۔ مدعا علیہ ہائی کورٹ میں اس عدالت میں دائر کی گئی ایک عرضی میں درخواست گزار تھے، جس میں ہمارے سامنے اٹھائے گئے سوال کا احاطہ کیا گیا تھا۔ ہمارے سامنے اپیل کرنے والے ہائی کورٹ میں فریق تھے۔

مدعا علیہ ریاست بھرت پور کا حکمران تھا جو اب راجستھان کا حصہ ہے اور آگرہ میں کوٹھی کندھاری جدید کے نام سے مشہور متنازعہ جائیداد کا مالک ہے۔ 28 جنوری 1950 کو آگرہ امپروومنٹ ٹرسٹ نے یو پی لینڈ ایکوزیشن (پناہ گزینوں کی بازآبادکاری) ایکٹ، 1948 (یو پی XXVI آف 1948) کی دفعہ 5 کے تحت ایک قرارداد منظور کی، جس کے بعد تنازعہ میں جائیداد کے حصول کے لئے ایکٹ کا نام دیا گیا اور اس ایکٹ کی دفعات کے معنی کے اندر "بلڈر" کے طور پر کام کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ حکومت نے 6 مئی 1950 کو ٹرسٹ کو "بلڈر" قرار دیا، اور ایکٹ کی شرائط کے مطابق 6 نومبر 1950 کو ایک معاہدہ ہوا، جو 6 جنوری 1951 کو شائع ہوا۔ ٹرسٹ نے 27 فروری 1951 کو حصول کی تخمینہ لاگت کے طور پر 57800 روپے کی رقم جمع کروائی، اور ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت 21 جولائی 1951 کو یو پی گزٹ میں ایک نوٹیفکیشن شائع ہوا۔ دفعہ 7 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت نوٹیفکیشن کی اشاعت کے بعد حاصل کی گئی زمین مکمل طور پر ریاست کے پاس ہونی تھی۔ جب مدعا علیہ کو آگرہ میں معاوضہ افسر کے سامنے پیش ہونے کے لئے ایک نوٹس دیا گیا تو اس نے حصول کے جواز اور ایکٹ کے جواز کو چیلنج کرتے ہوئے کچھ اعتراضات دائر کیے۔ یہ بھی الزام لگایا گیا تھا کہ کلکٹر نے معاملے کا فیصلہ کیے بغیر قبضہ لے لیا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت الہ آباد ہائی کورٹ میں ایک رٹ دائر کی جس میں اپیل کنندگان کو ان کی زمین حاصل کرنے یا ان کے حقوق میں مداخلت کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ اس عرضی کو ہائی کورٹ نے 2 فروری

1954 کو خارج کر دیا تھا۔لیکن کچھ نتائج دیئے گئے تھے جن پر اپیل کنندگان نے اعتراض کیا ہے۔ ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا:

"ان درخواستوں میں یہ استدعا ہے کہ عدالت

ریاستی حکومت کو درخواست گزاروں کی زمین حاصل کرنے یا کسی دوسرے طریقے سے ان کے حقوق میں مداخلت کرنے سے روکنے کے لئے ایک رٹ، ہدایت یا کوئی اور مناسب حکم جاری کرنے اور ایسی دیگر مناسب راحت دینے کے لئے خوشی ہوسکتی ہے جو عدالت کو مناسب لگے۔تاہم سماعت کے دوران درخواست گزاروں کے وکیل نے خاص طور پر کہا کہ درخواست گزاروں نے جس راحت کی مانگ کی ہے وہ 11 جولائی 1951 کو بنائے گئے ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت ریاستی حکومت کے نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنے کے لئے سٹرفکیٹ کی نوعیت کی رٹ ہے، یا اس کے متبادل کے طور پر، معاوضہ افسر کو ایکٹ کے تحت ادا کیے جانے والے معاوضے کا حساب لگانے میں معاوضہ افسر کو ہدایت دینے والی رٹ ہے کہ وہ اس قانون کی دو شقوں کو نظر انداز کرے۔ایکٹ کی دفعہ 11 کی ذیلی دفعہ (1)

مدعا علیہ نے ہائی کورٹ میں کہا کہ یہ ایکٹ آرٹیکل (2)31 کی دفعات کی خلاف ورزی کرتا ہے اور آئین کے آرٹیکل (5)31 کی دفعات کے ذریعہ محفوظ نہیں ہے اور یہ ایکٹ آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کرتا ہے اور کئی دیگر اعتراضات بھی اٹھائے گئے تھے۔ایکٹ کی متعلقہ شق جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے وہ سیکشن 11 ہے جو درج ذیل ہے:

(1) جب بھی کوئی زمین دفعہ 7 یا 9 کے تحت حاصل کی جاتی ہے تو معاوضہ ادا کیا جائے گا جس کی رقم کا تعین حصول اراضی ایکٹ 1894 کی دفعہ 23 کی ذیلی دفعہ (1) اور ذیلی دفعہ (2) کی شقوں پہلی، دوسری اور تیسری شق میں بیان کردہ اصولوں کے مطابق معاوضہ افسر کے ذریعہ کیا جائے گا:

بشرطیکہ مذکورہ ذیلی دفعہ کی شق اول میں مذکور نرخ بازار کو دفعہ 7 یا 9 کے تحت نوٹس کی اشاعت کی تاریخ پر یا ستمبر 1939 کے پہلے دن ایسی زمین کی نرخ بازار سمجھا جائے گا جو اس سے کم ہو:

بشرطیکہ اگر ایسی زمین اپریل 1948ء کے پہلے دن سے پہلے کی گئی خریداری کے تحت اس کے مالک کے پاس ہو، لیکن ستمبر 1939ء کے پہلے دن کے بعد کسی رجسٹرڈ دستاویز یا مذکورہ تاریخوں کے درمیان پیشگی ضمانت کے حکم نامے کے ذریعے، تو معاوضہ اصل میں خریدار کی جانب سے ادا کی گئی قیمت یا وہ رقم ہوگی جس کی ادائیگی پر اس نے قبل از وقت حکم نامے میں زمین حاصل کی ہو۔ جیسا بھی معاملہ ہوسکتا ہے .

ہائی کورٹ نے کہا کہ یہ دونوں شقیں درست نہیں ہیں اور ان قابل اعتراض شقوں کے بغیر، ایکٹ کی

دفعہ (1) 11 غیر قانونی نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں اپیل کنندگان کا حکم ایک درست حکم تھا اور اس طرح سٹیفکیٹ کی رٹ کو مسترد کر دیا گیا تھا۔

مینڈمس کی رٹ کی درخواست کے بارے میں ہائی کورٹ نے کہا:

نہ ہی ہمیں لگتا ہے کہ ہمیں معاوضہ افسر کو درخواست گزاروں کو ادا کیے جانے والے معاوضے کے تعین میں دفعہ (1) 11 کی شرائط کو نظر انداز کرنے کی ہدایت دینے کا حکم دینا چاہئے۔ ہم نے ان شقوں کو کالعدم قرار دیا ہے۔ معاوضہ افسر، جس کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہے، نے ابھی تک معاوضے کا تعین کرنے کا کام شروع نہیں کیا ہے، لیکن جب وہ ایسا کرتا ہے تو ہم فرض کرتے ہیں کہ وہ ہماری رائے سے رہنمائی کرے گا۔ ہم یہ فرض نہیں کر سکتے کہ وہ اس کے برعکس کام کرے گا

لہٰذا درخواست خارج کر دی گئی لیکن درخواست گزاروں کو اخراجات ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ اس فیصلے کے خلاف ہے کہ اپیل کنندگان نے ایک سٹیفکیٹ پر اس عدالت میں اپیل کی ہے۔

مدعا علیہ کی جانب سے اپیل کی اہلیت پر اس بنیاد پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا کہ درخواست خارج کر دی گئی ہے اور سٹیفکیٹ کی قانونی حیثیت کو ہمارے سامنے چیلنج نہیں کیا گیا ہے۔

فیصلہ کرنے کے لئے واحد سوال یہ ہے کہ کیا ایکٹ کی دفعہ (1) 11 کی دو شقیں حکومت ہند ایکٹ، 1935 کی دفعہ (2) 299 کی دفعات کی وجہ سے غیر آئینی ہیں۔ آئین میں ترمیم آئین (پہلی ترمیم) ایکٹ، 1951 کے ذریعہ کی گئی تھی، اور آرٹیکل 31-بی کو آئین میں شامل کیا گیا تھا جو درج ذیل ہے:

آرٹیکل 31 اے میں شامل نظریات کی عمومیت کے بارے میں تعصب کے بغیر نویں شیڈول میں بیان کردہ کسی بھی ایکٹ اور ریگولیشن اور نہ ہی اس کی کسی بھی شق کو اس بنیاد پر کالعدم سمجھا جائے گا یا کبھی بھی کالعدم قرار نہیں دیا جائے گا کہ ایسا ایکٹ، ریگولیشن یا شق اس کے ذریعہ فراہم کردہ حقوق میں سے کسی سے متصادم ہے، یا چھین لیتی ہے یا ختم کرتی ہے۔ اس حصے کی کوئی بھی شق، اور اس کے برعکس کسی عدالت یا ٹریبونل کے کسی فیصلے، فرمان یا حکم کے باوجود، مذکورہ ایکٹ اور ریگولیشنز میں سے ہر ایک، کسی بھی مجاز مقننہ کے اس کو منسوخ کرنے یا اس میں ترمیم کرنے کے اختیار کے تابع، نافذ العمل رہے گا۔

27 اپریل 1955 کو شائع ہونے والے آئین (چوتھی ترمیم) ایکٹ کے دفعہ 5 کے ذریعہ، ایکٹ کو شیڈول میں شامل کیا گیا تھا اور آئٹم 15 ہے۔ درخواست گزاروں کی طرف سے دلیل دی گئی کہ نویں شیڈول میں اس قانون کو شامل کرنے سے حکومت ہند ایکٹ کی دفعہ (2) 299 کی وجہ سے ایکٹ کے غیر آئینی ہونے کی بنیاد اب مدعا علیہ کے پاس دستیاب نہیں ہے اور حکومت ہند ایکٹ کی دفعہ (2) 299 میں

محفوظ گارڈ کے طور پر جو کچھ فراہم کیا گیا تھا وہ آئین میں شامل ہو گیا ہے اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کوئی بھی غیر آئینی حیثیت شامل ہے۔ حکومت ہند ایکٹ کی دفعہ (2)299 کی خلاف ورزی آئین کے آرٹیکل 31-بی کے ذریعہ ٹھیک کی جاتی ہے۔ یہ سوال دھیروبھا دیوی سنگھ گوہل بنام ریاست بمبئی ((1955)1 ایس سی آر 691،695) میں اٹھایا گیا تھا اور اس کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ یہ کہا گیا تھا کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ (2)299 بنیادی طور پر ایک بنیادی حق ہے جسے جسمانی طور پر ہٹا دیا گیا تھا کیونکہ یہ حکومت ہند ایکٹ سے آئین کے حصہ 3 میں تھا۔ لہٰذا آرٹیکل 31-بی کے تحت اس میں بیان کردہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف تحفظ حکومت ہند ایکٹ کی دفعہ 299 کے تحت حقوق تک بھی ہونا چاہئے۔ صفحہ نمبر 695 پر اس فیصلے کا مندرجہ ذیل اقتباس اہم ہے اور موجودہ کیس کے حقائق پر لاگو ہوتا ہے:

آرٹیکل 31 بی جس چیز کی حفاظت کرتا ہے وہ محض آئین کے حصہ 3 کی دفعات کی خلاف ورزی نہیں ہے بلکہ اس بنیاد پر حملہ ہے کہ مذکورہ قانون اس حصے کی کسی بھی شق کے ذریعہ فراہم کردہ حقوق میں سے کسی سے متصادم ہے یا چھینتا ہے یا ختم کرتا ہے: آئین کے حصہ سوم کے ذریعہ کسی شخص کو حاصل کردہ حقوق میں سے ایک یہ حق ہے کہ اس کی جائیداد صرف عوامی مقاصد کے لئے حاصل کی جائے گی۔ اور ایک ایسے قانون کے تحت جو اس طرح کے حصول کا اختیار دیتا ہے اور معاوضہ فراہم کرتا ہے جو یا تو خود قانون کے ذریعہ طے کیا جاتا ہے یا قانون کے ذریعہ متعین کردہ اصولوں کے ذریعہ منظم کیا جاتا ہے۔ یہ وہی حق ہے جو پہلے حکومت ہند ایکٹ کی دفعہ 299 کے تحت اس شخص کو حاصل تھا۔

دھیروبھا دیوی سنگھ گوہل کے معاملے ((1955)1 ایس سی آر 691،695) میں اس عدالت کے فیصلے کے پیش نظر حکومت ہند ایکٹ کی دفعہ 299 کی خلاف ورزی پر مبنی غیر آئینی بنیاد مدعاعلیہ کو دستیاب نہیں ہوگی۔ لیکن مدعاعلیہ کی طرف سے یہ دلیل دی گئی کہ الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد آئین میں جو ترمیم کی گئی ہے وہ پہلے کے قانون کی توثیق نہیں کر سکتی ہے جو اس وقت منظور کیا گیا تھا اور اس عدالت کے فیصلے پر انحصار صغیر احمد بنام ریاست اتر پردیش ((1955)1 ایس سی آر 707 میں صفحہ 727-728 پر کیا گیا تھا۔ لیکن موجودہ معاملے میں اس قانون کی دفعات کو خاص طور پر نویں شیڈول کے ساتھ آرٹیکل 31-بی کے نتیجے میں ان کی آئینی حیثیت پر کسی بھی حملے سے بچایا گیا ہے، جس کا اثر یہ ہے کہ اس ایکٹ کو حکومت ہند ایکٹ کے نفاذ سے متاثر ہونے کی بنیاد پر کالعدم یا کبھی بھی کالعدم قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔

نتیجتاً اس اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور ہائی کورٹ کے فیصلے کا وہ حصہ جس میں ایکٹ کی دفعہ (1)11 کی دو شقوں کو کالعدم قرار دیا گیا تھا، خارج کر دیا جاتا ہے۔ ہائی کورٹ نے اپیل کنندہ کے خلاف جرمانے

کی سزا سنائی۔ اس حکم کو بھی ایک طرف رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اپیل اس کے بعد کے واقعہ کی وجہ سے کامیاب ہوئی ہے، یعنی نویں شیڈول میں ایکٹ کو شامل کرنے کی وجہ سے، ہم حکم دیتے ہیں کہ فریقین اس عدالت میں اپنے اخراجات خود برداشت کریں۔

اپیل کی اجازت ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
I attest to the accuracy and
authenticity of this document

12.06.24